کوشش ۔ آخری سانس تک!

محمد قطب

ترجمہ: عارفہ اقبال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر قیامت کی گھڑی آجائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کی قلم ہو اور وہ اسے زمین میں لگاسکتا ہو تو اسے لگا دینا چاہیے۔ اس کو اس پر اجر ملے گا"

اس حدیث سے ذہنوں میں یہ سوال آتا ہے کہ کیا یہ بات کہنے والے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپؐ لوگوں کو آخرت کی طرف متوجہ کرتے۔ اس بڑے ہولناک دن کے لیے تیاری اور تزکیے کی طرف بلاتے جس دن سب لوگ اپنے کیے کا پھل پائیں گے۔ آپؐ یہ نصیحت کرتے: لوگو جلد از جلد اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ اللہ کے آگے خلوص کے ساتھ جھک جاؤ۔ دعا کرو کہ خاتمہ ایمان پر ہو' اور تم اخروی زندگی میں فلاح پالو۔ جلدی جلدی دنیا کے کاموں سے فراغت پالو اور پوری یکسوئی سے آخرت کی طرف نظریں جما دو۔ اللہ کی طرف رخ پھیرلو تاکہ جب اس کے پاس جاؤ تو وہ اپنے رحم وکرم سے تم کو اپنے سائے میں جگہ دے"

اگر رسولؐ کی نصیحت یہ ہوتی تو کوئی تعجب کی بات نہ تھی۔ آخر لوگ جانتے ہیں کہ وہ کشاں کشاں قیامت کی خوفناک گھڑی کی طرف لے جائے جارہے ہیں۔ فطری بات ہے کہ وہ ہر اس کام کو چھوڑ دیں جو ان کو اس دنیوی زندگی سے جوڑے رکھنے والا ہے اور ایک دہشت زدہ لرزاں و ترساں آدمی کی طرح اس دن پر نظریں جمالیں جس دن ہر دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حاملہ کا حمل گر جائے گا اور لوگ تم کو نشے میں نظر آئیں گے' حالانکہ وہ نشے میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی کچھ ایسا سخت ہو گا۔ اس صورتِ حال میں رسولؐ کا کام یہی تھا کہ وہ ان کو اطمینان دلاتے کہ اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوں کہ اس کی رحمت سے تو کافر ہی مایوس ہوتے ہیں۔ تم تو آگے بڑھو' پاک ہو جاؤ اور اس کے آگے عاجزی سے جھک جاؤ۔

رسول ؐ کا یہ شفقت بھرا رویہ ' یہ میٹھی نصیحت و ہدایت ' پریشان حال لوگوں کے لیے سکینت کا باعث ہوتی اور وہ مطمئن ہو جاتے ۔

لیکن اللہ کے رسول ؐ نے یہ سب نہیں کہا بلکہ وہ عجیب و غریب بات کہی جو کسی کے خواب و خیال میں بھی نہیں آسکتی تھی - یہ بات اگرچہ پہلی نظر میں بہت عجیب سی لگتی ہے لیکن فطرت کے عین مطابق ہے اور اپنے اندر بڑی سادگی ' گہرائی اور وسعت رکھتی ہے اور اسلامی طرز فکر و عمل کی پوری طرح وضاحت کرتی ہے ۔اس سادہ سی بات سے بہت سے پہلو سامنے آتے ہیں ۔

اسلام کی منفرد صفت کے طور پر سب سے پہلی فکر انگیز بات یہ سامنے آتی ہے کہ دنیا اور آخرت کی راہیں دو الگ الگ راہیں نہیں ہیں بلکہ آخرت کا راستہ دنیا ہی سے ہو کے جاتا ہے ۔اس راہ کا ایک سرا دنیا ہے تو دوسرا آخرت ۔ دنیا اور آخرت میں کوئی اختلاف اور فرق نہیں ہے ۔ عبادت اور دنیا کے کام اسلام کی نظر میں جُدا جُدا نہیں ہیں ۔ایسا نہیں ہے کہ آخرت کا راستہ عبادت اور دنیا کا راستہ کام کے درمیان سے گزرتا ہو ۔ یہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں اور عبادت کو عمل سے جدا نہیں کیا جاسکتا ۔

دوسری بات یہ سامنے آتی ہے کہ زندگی آخری لمحے تک عمل کی دعوت ہے ۔ شاہراہ حیات پر اٹھتے قدموں میں سے آخری قدم بھی کام کرتے ہوئے اٹھے ۔ کھجور کی قلم بو دی جائے اگرچہ وہ گھڑی قیامت قائم ہونے کی ہو ۔ اس طرح نظروں کے سامنے یہ حقیقت لائی جارہی ہے کہ آخرت کو جانے والا راستہ یہی ہے ' اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ۔ انسانیت کی تاریخ پر نظر ڈالیں ' ہر زمانے میں کچھ لوگوں نے یہ سمجھا ہے کہ آخرت کے لیے عمل کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا سے تعلق توڑ لیا جائے ۔ اگر دنیا کے لیے عمل کیا جائے تو وہ آخرت کی راہ میں رکاوٹ بنتا ہے ۔ دین و دنیا کی اس تفریق نے مادی و عملی زندگی کو روحانی و اخلاقی زندگی سے بالکل الگ کر دیا اور انسانیت ایک کشمکش سے دوچار ہو گئی ۔جب تک انسانی زندگی کے یہ دونوں پہلو باہم مربوط نہیں ہوں گے اس وقت تک انسان سکون اور امن و آشتی سے زندگی نہیں گزار سکے گا ۔

زمانہ قدیم سے دین و دنیا کی یہ تفریق چلی آرہی ہے ۔کچھ لوگ دنیا ترک کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور عبادت و ریاضت میں لگ گئے اور کچھ لوگوں نے دنیا ہی کو اپنا مقصود بنا لیا تاکہ دنیا کے مزے لوٹ لیں ۔ دور جدید کا انسان بھی اسی تفریق کا شکار ہے اور اس کے نتائج بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ہسٹیریا ' بلڈ پریشر ' اعصابی بیماریاں ' پاگل پن اور خودکشی کی وارداتیں جدید تہذیب کے زیر سایہ بڑھتی جارہی ہیں ۔ یہ اسی تفریق کے اثرات ہیں ۔ نفس اپنی اس فطرت کا تقاضا کرتا ہے جس پر اللہ نے اسے پیدا کیا ہے یعنی جسمانی خواہشات اور مرغوباتِ نفس کی تکمیل بھی ہو اور عقل و فکر اور

روح کے تقاضے بھی تشنہ نہ رہیں ۔ انسانی وجود میں متضاد اور متعارض رجحانات پائے جاتے ہیں ۔ اگر ان کو منتشر حالت میں چھوڑ دیا جائے تو نفس کشمکش اور اضطراب سے دوچار رہے گا ۔ لیکن اسکے متضاد رجحانات میں ایک وحدت اور ربط پیدا ہو جائے تو پھر یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن جاتا ہے ۔ مادہ اور روح کے امتزاج کے ذریعے یہ فانی ذرہ' ازلی اور ابدی طاقت سے نور حاصل کر کے خود بھڑک اٹھتا ہے ۔

نفس کے متعارض رجحانات کو یکجا کرنے کا راستہ دنیا اور آخرت کی یکجائی ہے : جو مال اللہ نے تجھے دیا ہے اس سے آخرت کا گھر بنانے کی فکر کر اور دنیا میں سے بھی اپنا حصہ فراموش نہ کر" (القصص : ۷۷) " اے نبی ؐ ' کہو کس نے اللہ کی اس زینت کو حرام کر دیا ہے جسے اللہ نے اپنے بندوں کے لیے نکالا تھا اور کس نے خدا کی بخشی ہوئی پاک چیزیں ممنوع کر دیں ؟ کہو یہ ساری چیزیں دنیا کی زندگی میں بھی ایمان لانے والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے روز تو خالصتاً انھی کے لیے ہوں گی " (الاعراف : ۳۲) دنیا و آخرت کی اس وحدت کا کامل نمونہ اللہ کے رسول ؐ کی اپنی ذات تھی ۔ دنیا میں آپ ؐ نے جو کام بھی کیا اس کا مقصود اللہ کی رضا اور آخرت کا حصول تھا ۔ آپ ؐ کا کوئی لمحہ ایسا نہ گزرا جس میں آپ دنیا کے کام اور اہل دنیا کی اصلاح کی کوشش سے غافل رہے ہوں ۔ آپ ؐ اپنی دعاؤں میں اللہ سے یہی توفیق طلب کرتے تھے کہ بہترین طریقے پر فریضہ رسالت ادا کر سکیں ۔ شب کی خلوت میں عبادت کرتے ہوئے بھی آپ ؐ یہ نہیں بھولتے تھے کہ آپکی رسالت کا مقصد لوگوں کی ہدایت ہے ۔ آپ ؐ لوگوں سے کٹ کر اللہ کے لیے یکسو ہونے کی کوشش نہیں کرتے تھے ۔ آپ ؐ اللہ کی راہ میں لڑے ' اسی کی خاطر صلح کی ' اسی کی طرف لوگوں کو بلایا ' اسی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق شادی کی ' ہجرت کی ' نیا وطن بنایا --- یہ سب اللہ کے لیے ' آخرت کے لیے ' اس دن کے لیے جب اللہ سے ملنا ہو گا ' کیا ۔ اسی لیے آپ ؐ کا ہر عمل عبادت بن گیا ۔ آپ ؐ کے سامنے ایک ہی راستہ تھا ۔ اور وہ اللہ کی طرف جانے والا راستہ تھا ۔ اسی پر آپ ؐ کے قدم زندگی کے آخری لمحے تک بڑھتے چلے گئے ۔ آپ ؐ دنیا کے کام کرتے تھے لیکن آخرت چاہتے تھے اور اس آخرت کی زندگی کے لیے اس زمین پر جدوجہد کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

یہ آپ ؐ کی زندگی کے اختتام کا اشارہ تھا ۔ لیکن آخری سانس لیتے وقت بھی آپ ؐ دنیا کے معاملات سے الگ نہ ہوئے ۔ درد شدت اختیار کرتا جا رہا تھا اور آپ ؐ کہہ رہے تھے کاغذ قلم لاؤ میں تمھارے لیے کچھ ہدایات لکھوا دوں ۔ یہ تھی کھجور کی قلم جو آپ ؐ بالکل آخری وقت میں بو رہے تھے !

مسلمان اس نمونے کی پیروی کر کے بھٹکی ہوئی انسانیت کو سیدھی راہ دکھا سکتے ہیں۔ وہ یہ جان لیں کہ جب تک وہ اس دوڑتی بھاگتی زندگی میں دوسروں کے ساتھ حصہ نہیں لیں گے وہ نہ اللہ کو راضی کر سکتے ہیں اور نہ اپنے دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ یہ اسلام نہیں ہے کہ جب وہ اسکول' یونی ورسٹی 'کارخانے یا بازار میں داخل ہوں تو یہ سمجھیں کہ وہ دنیا کے کام کر رہے ہیں اور ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد عبادت کریں گے۔ اسلام تو یہ ہے کہ وہ جدید علوم حاصل کر کے لوگوں کی بھلائی کے کام کریں 'ایٹمی طاقت کا راز جان کر جنگ و امن میں اس کا صحیح استعمال کریں 'بلکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ اللہ پر ایمان رکھنے والا انسان دنیا کا جو کام بھی کرے گا وہ آخرت کے راستے سے ہٹ کر نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے راستے ہی سے وہ آخرت تک پہنچیں گے۔ اس لیے ضروری ہے کہ زندگی کے آخری لمحے تک وہ کھجور کی قلمیں زمین میں بوتے رہیں۔ اسی طرح وہ اللہ کی رضا حاصل کر سکیں گے اور دنیا والوں کو خصوصاً اہل مغرب کو ' بتا سکیں گے کہ تم نے دنیا بنانے کے لیے اللہ کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا ہے حالانکہ وہ تم کو اس زندگی سے لطف اندوز ہونے سے نہیں روکتا۔ وہ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم اس صراط مستقیم پر چلو جو دنیا سے گزر کے آخرت تک جاتی ہے اور تمھیں اللہ تک پہنچانے والی ہے۔

اس حدیث سے دوسرا اہم سبق یہ ملتا ہے کہ زندگی ہے تو مایوسی کا کوئی سوال نہیں۔ نتیجہ کی طرف سے کسی بھی قسم کی مایوسی ایک لحظہ کے لیے بھی کوشش کا سلسلہ منقطع نہ کر سکے۔ قیامت سر پہ آ گئی ہو'اب کسی کام کا کوئی ثمرہ ملنے کا امکان نہ ہو' پھر بھی ہاتھ میں تھامی ہوئی قلم زمین میں لگا دی جائے۔ گویا اس طرح اسلام دنیا کی تعمیر و ترقی کے لیے آخری لمحے تک کوشش کرنے کی دعوت دیتا ہے اور اس چیز کو اللہ اور آخرت کے راستے پر چلنے میں رکاوٹ قرار نہیں دیتا۔ موجودہ مغربی تہذیب کی طرح اسلام میں عمل اور اخلاق کے پیمانے الگ الگ نہیں ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ انسان مادی طور پر ترقی کرتا جائے اور اسکے اخلاق زوال پذیر ہوں۔ مسلمانوں نے اللہ کے راستے پر چلتے ہوئے اور اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے دنیا کی بہترین تہذیب کی بنیاد ڈالی اور اس کو اعلیٰ ترین مدارج تک پہنچایا۔ انھوں نے انسانیت کے لیے ایسی بہترین مثالیں قائم کیں جن کو پہلے صرف قصے کہانیوں یا خوابوں ہی میں دیکھا جا سکتا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ اہل شام سے جزیہ وصول کرتے تھے۔ رومیوں کا لشکر جمع ہوا تو انھیں اندیشہ ہوا کہ اب وہ شامیوں کی حفاظت نہیں کر سکیں گے۔ انھوں نے جزیہ کی تمام جمع شدہ رقم واپس کر دی۔ یہ ایک معجزہ ہے جو اسلام نے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ دنیا کے سارے کام ہوتے ہیں' جنگ بھی ہوتی ہے 'صلح بھی ہوتی ہے لیکن اس دوران ایک لحظہ کے لیے بھی اللہ کو بھلایا نہیں جاتا' کیونکہ یہ سب اللہ ہی کے لیے ہوتا ہے۔ صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی کو اپنے دشمنوں پر فتح حاصل ہوئی۔

وہ دشمن جنھوں نے اس سے پہلے مسلمانوں پر ہر طرح کا ظلم و ستم کیا تھا اور بیت المقدس کے اندر ان کا خون بہایا تھا۔ صلاح الدین نے ان کو معاف کر دیا اور کسی قسم کا انتقام نہیں لیا۔ یہ دنیا کے سامنے اسلام کا ایک اور معجزہ ہے۔ دنیا کے کام کرتے رہو لیکن اللہ کو نہ بھولو' دنیا کی راہ ہی آخرت کی طرف جانے والی راہ ہے۔ دراصل یہ مسلمان اپنے رسول ؐ کی پیروی کرتے رہے جو ان کو اس بات پر ابھارتے ہیں کہ آخری سانس تک زمین میں پودے بوتے رہو۔ یہ اللہ کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کب پھل دے۔ ان کا کام ہے کہ نئے نئے مقامات پر جائیں اور زمین میں بوئے ہوئے پودوں کی محبت ان کو کسی ایک جگہ سے باندھ نہ دے۔

یہ طرزِ عمل تھا جس نے دنیا کے اندھیروں میں مسلمانوں کو ایک نور بنا دیا اور وہ دنیا والوں کے لیے راہ نما بن گئے۔ اس وقت یورپ جہالت' پستی اور انتشار کا شکار تھا۔ پھر اسلام کے چمکتے ہوئے نور کی کچھ کرنیں وہاں بھی پہنچیں اور وہ غفلت سے بیدار ہوا۔ لیکن وہ اللہ اور آخرت کے راستے پر نہیں چلا اس لیے اس کی حالت اس مجنوں کی سی ہوگئی جسے شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

غفلت میں پڑے ہوئے بے عمل مسلمانوں کو آج رسول اللہ ؐ کی زندگی کو بغور دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ زندگی ان کو سبق دیتی ہے 'عمل اور لگاتار عمل کا۔ بغیر رکے بغیر تھکے' جدوجہد کا۔ طاقت سے بڑھ کے کوشش کا' تاکہ ماضی کی بے عملی کا مداوا ہو سکے۔ ان کو ہر میدان میں آگے بڑھنا ہے 'علم و فن ہو یا صنعت و حرفت' تجارت ہو یا اقتصادیات 'سیاست ہو یا حکومت ' ہر شعبے میں جدوجہد کر کے دنیا کی تعمیر کرنا ہے۔ ان کا کام کوشش کرنا ہے کامیابی یا نتیجہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

معاشرے کی اصلاح کرنے اور تبدیلی کی کوشش کرنے والوں کے لیے اس حدیث میں کیا خوب سبق ہے۔ ایسے لوگوں پر مایوسی کے حملے کچھ زیادہ ہی ہوتے ہیں۔ ان کو ثابت قدم رہنے کی سب سے بڑھ کے ضرورت ہوتی ہے۔ ایک تاجر ناکامی سے دل برداشتہ ہوتا ہے لیکن مال کی ضرورت اسے پھر اپنی راہ پر لگا دیتی ہے۔ ایک سیاستدان مایوسی کا شکار ہوتا ہے لیکن سیاست کے نشیب و فراز اسے دوبارہ اس میدان میں کھینچ لاتے ہیں۔ ایک عالم علم تحقیق کی میدان میں ناکام ہوسکتا ہے لیکن دوبارہ کوشش کر کے کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن مصلحین کا معاملہ مختلف ہے۔ ان کا واسطہ مادی چیزوں سے نہیں بلکہ قلب و روح سے ہوتا ہے۔ حق کی دعوت سے لوگوں کا انحراف اور خیر و صلاح کو پہچاننے کے باوجود اس کی مخالفت مصلحین کے دلوں کو ایک گھن کی طرح چاٹتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ مکمل مایوسی کا شکار ہو کے راستے ہی میں گر پڑتے ہیں۔ صرف وہ لوگ اپنی جگہ جمے رہتے ہیں جو قیامت آجانے کا یقین ہو جانے کے بعد بھی زمین میں پودا لگانے کی ہمت رکھتے ہیں۔ اس لیے مصلحین اللہ کے

رسول ؐ کی اس نصیحت کے سب سے زیادہ محتاج ہیں اور ان کو ہر شخص سے بڑھ کر اس نصیحت کے سادہ الفاظ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔یہ حدیث ان کو بتاتی ہے کہ تمھارا کام صرف کوشش کرنا ہے نتیجہ نکالنا تمھاری ذمہ داری نہیں۔یقین کامل کے ساتھ کام کرو۔تم اپنے آپ سے یہ سوال نہ کرو کہ یہ پودا بار آور کیسے ہوگا جب کہ ہر طرف آندھیاں اور برائی کے طوفان ہیں۔اگر تم یہ سوچوگے تو کھجور کی قلم پھینک کے ہاتھ جھاڑ کے کھڑے ہو جاؤ گے اور اس کو ضائع کر دو گے۔اس کو زمین میں بو دو اور اللہ کے آگے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دو اور اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم سے اس محدود ذمہ داری سے آگے کوئی کردار ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا۔کبھی تم دنیاوی پیمانوں کے لحاظ سے خوش قسمت ہوتے ہو کہ تمھاری زندگی ہی میں تمھارا بویا ہوا پودا پھل پھول لے آتا ہے اور کبھی تم یہ وقت آنے سے پہلے ہی دنیا سے چلے جاتے ہو۔لیکن تم کہاں جاتے ہو؟ اللہ کے پاس' جہاں تم کو دنیا میں لگائے ہوتے پودے کا پھل مل جاتا ہے۔اس وقت تم خوش ہوگے کہ تم نے دنیا میں پودا لگا دیا تھا اور ناامیدی کا شکار نہیں ہوئے تھے۔تم کو پھل' چاہے دنیا میں ملے یا آخرت میں' ملے گا ضرور۔

کراچی اور مضافات میں نیوز ایجنٹ 'بک اسٹال اور تحریکی حلقے
ترجمان کی ایجنسی کے لیے درج ذیل پتے پر رابطہ کریں:

دی بک ڈسٹری بیوٹرز 'کراچی

نزد مسلم کمرشل بینک 'شاہراہ قائدین 'کراچی
فون: شاہد شمسی 7787137